

THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

لندن ڈائرکٹری

سالانہ شائع ہوتی ہے

پانچ زبانوں میں مقامی اور غیر ملکی کارخانوں اور تاجروں کا ذکر ہوتا ہے لندن اور انگلستان کے دیگر شہروں اور سلطنت انگلشیہ آئرلینڈ براعظم یورپ افریقا امریکہ ایشیا آسٹریلیا وغیرہ کے مشہور صنعتی مرکزوں کے

کارخانوں اور سوداگروں

سے براہ راست خط و کتابت اور معاملہ کا بہترین ذریعہ ہے۔ نام و پتہ مع دیگر تفصیلات کے تین ہزار سے زائد تجارتی عنوانات کے ماتحت دیے گئے ہیں جن میں

باہر مال بھیجنے والے تاجر

جہاز پر جانے والے مال کی تفصیل معہ کالونیل اور غیر ممالک کی بازاروں کی تشریح کے ساتھ۔

جہازوں کے راستے

مع بندرگاہوں اور روانگی جہاز کے متعلق پوری تفصیلات کی تشریح کے موجود ہے ہر کارخانے اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہتے ہیں یا

ایجنسیوں کے خواہشمند

یہاں نام و پتہ ایک ایسے مناسب عنوان کے ماتحت صرف

ایک پونڈ دس شلنگ

میں درج کر دیا جائے گا۔ بڑے اشتہاروں کا نرخ حسب ضرورت جو صاحب بیرونی ملکی تجارت سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کے لیے یہ ڈائرکٹری بہت ہی کارآمد ہے اور اس کی ایک جلد صرف دو پونڈ نقد آرڈر کے ہمراہ موصول ہونے پر بذریعہ پارسل روانہ ہوگی۔

لندن ڈائرکٹری کمپنی لمیٹڈ ۲۵ ابچرچ لین لندن ای سی ۴ انگلینڈ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو کف، کھانسی، ہیضہ، درد پیٹ، درد سر، دست، سنگرہنی، انفلوئنزا، چھاتی کے درد وغیرہ کے لیے خوش ذائقہ دوائی ہے صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر پینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔

قیمت ۸ آنہ، ہر جگہ بکتا ہے

دودھ گنگا کیسری بچے وار کو بیماریوں سے بچانے والی لاثانی دوا قیمت ۱۲ آنہ

بال سدھا بچوں کی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط فربہ اور چست بنانے والی میٹھی دوا قیمت .... ۱۲ آنہ

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب — **بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی**

سول ایجنٹ اندر چندرا اینڈ کو لکھنؤ

انسان سب کی نظروں سے پوشیدہ

وہ سب کو دیکھے اسے کوئی نہ دیکھے کتاب اعجاز زاہدی کو خاص طور اور محبت اور بغض کے سیکڑوں عملی علوی عملیات ہمزاد کا مطیع کرنا اور فالنامہ جات وغیرہ اگر ہیں کوئی اس میں عمل غلط یا بے اثر ثابت کرے ۲۵ روپیہ انعام ہوگا۔ ناظرین اودھ پنچ ایک ایک جلد ضرور منگا لیں آزمایئے جو حلفیہ قیمت واپس کر دونگا۔ قیمت ۱۲ آنہ

مثنوی طلسم حیرت جسکے سات دن پڑھنے سے معشوق اور تمام دل کی مرادیں پوری ہوتی ہیں قیمت ۴ آنہ

نوٹ: ہر قسم تعویذ اور دوائیں بھی مل سکتی ہیں

منیجر الف، بی کمپنی ڈاک خانہ ...... ضلع ......

کوئی نیا معاملہ نہیں کہ آپکو سمجھانے کی ضرورت پڑے

وہ تو مدتوں سے ثابت شدہ بات ہو گئی ہے کہ .... گولیوں کے استعمال سے طبیعت کی شگفتگی .... جسم ہو کر .... ہو جاتی ہے .... کسی بھی جاڑے .... قوت .... کی قوت بھی ہو .... کی قسموں میں .... بے تحریک .... دستیاب ہو سکتی ہیں .... قیمت فی ڈبیہ ۱۰۰ گولیاں صرف .... روپیہ .... علاوہ محصول ڈاک۔

المشتہر وید شاستری پنڈت شنکر گرو جی جام نگر کاٹھیاوار

(ایجنٹ اودھ پنچ اینڈ کو لکھنؤ)

ہر بیماری کا علاج خود کر لو

جو صاحب .... اپنی ہر قسم کی بیماری کا علاج خود کرنا چاہیں .... کتاب مجربات .... تجربات .... جس میں ہر ایک بیماری کا علاج .... ہزاروں روپیہ کمانے لگیں گے .... قیمت فی کتاب .... علاوہ محصول ڈاک .... ایک ساتھ خریدنے پر ایک کتاب مفت۔

مفت لو جو صاحب .... لوگوں کا نام و پتہ بھیجیں گے انکو رسالہ چراغ صحت ایک سال مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڈھ شہر (یوپی)

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

عجب کیپ نظم ہے ہنسیے اور شاعر کی استادانہ شاعری سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ۸ آنہ ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر جھنجھٹ ہے۔

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۵۰ مضامین غیر نمبر ۴۴
مورخہ ۱۸ر نومبر ۱۹۲۵ء

مسل تدقیق در سر تحقیق

نمبر ۴
(تتمہ ۱۱ر نومبر ۱۹۲۵ء)

یہ عجیب قسم کی مصیبت ہے بارہا اسکا تذکرہ کیا جا چکا یعنی غلطی کی تقلید ایرانیوں نے عربی زبان پر بعض تصرفات کیے درحقیقت انھیں اسکا حق نہ تھا۔ لفظ ایک زبان سے دوسری زبان میں بہ تصرف داخل ہو سکتی ہے لیکن جو تصرف وہ منتقل الیہ کی ملک ہو جاتی ہے اور منتقل الیہ کے تمام حدود و احکام اُسپر جاری ہو جاتے ہیں۔ بعض خصوصیات فارسی اور عربی کے ملتے جلتے ہیں اس وجہ سے جو تصرف فارسیوں نے عربی الفاظ پر کیا وہ فارسی میں مقبول ہو گیا۔ اہل ہند نے وہ تصرفات بھی قبول کر لیے جو اہل فارس نے عربی پر کیے تھے یہ ایک غلطی ہے۔ عربوں نے بھی اسی طرح فارسی الفاظ پر تصرف کیا مثلاً مزرکش وغیرہ (زرکش سے مشتق ہے زرکش فارسی ہے) مگر عربوں کے تصرفات یہاں مابہ البحث نہیں ہیں لہذا ہم ان سے اس وقت قطع نظر کرتے ہیں آیندہ کسی موقع پر اسکی توضیح کی جائے گی کہ عربوں کے تصرفات اور ایرانیوں کے تصرفات میں کتنا فرق ہے۔ مجملاً یہ کہ عربی کی صرف و نحو مدون و مکمل ہے اسوجہ سے غیر زبانوں کے الفاظ جب عربی قواعد کے تحت میں لاکے استعمال کیے جاتے ہیں تو وہ بھونڈے نہیں معلوم ہوتے۔ لیکن اگر کوئی ایرانی "الوند" کہے یا "خواہشات" کہے تو یہ ایک بھونڈا تصرف ہے "الوند" کی جمع "الوند" بعض بازاری ایرانی اشخاص کی زبان سے سنی گئی۔ اسی طرح خواہشات۔ فارسی کے قواعد میں جمع کا یہ وزن نہیں ہے علی ہذا القیاس "ات" علامت جمع مونث کا بھی کہیں نشان نہیں۔ پس جن ایرانیوں نے عربی قواعد کے ماتحت خود اپنے الفاظ کو عربی کے قالب میں ڈھالا ہے اہل زبان کے نزدیک انھوں نے غلطی کی ہے۔ حضرت بیخود کی نظر سے یقیناً ایسی کتابیں نہیں گذری ہیں اور اکثر شعرائے متقدمین سند سے بھی اس بارے میں تسامح ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت بیخود جھٹ سے اپنی غلطی کے جواب میں دوسرے کی غلطی پیش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ کوس لمن الملکی پر جو اعتراض خاکسار ادبار الشعرا نے مضمون "بیخودی" میں کیا تھا حضرت بیخود نے اُسکے جواب میں جناب مرزا دبیر کا ایک مصرعہ لکھا ہے۔ اور غالب و سودا و سرور و نواب علی حسن خاں قنوجی بھوپالی و مصطفےٰ خاں شیفتہ و قتیل کی نثر عبارتیں پیش کی ہیں۔ ہمارے ایراد کا خلاصہ یہ تھا کہ اول تو آیات قرآنیہ پر اس قسم کی دست درازی یا زبان درازی بیجا ہے دوسرے یہ کہ لمن الملکی فصاحت سے گرا ہوا ہے۔ اگر خالی کوس لمن الملک کہیے تو مطلب میں کوئی خامی نہیں آتی۔ جناب مرزا دبیر مرحوم نے بھی کہا تو یوں کہا ؎

کوس لمن الملک بجاتے ہوے آئے

لمن الملکی نہیں کہا۔ کوس لمن الملک الیوم مابہ البحث نہیں لہذا آپ نے نقل اقوال میں بیکار زحمت اٹھائی۔ کوس لمن الملک بھی مابہ البحث نہیں۔ اب جن لوگوں نے آپ ہی کی طرح لمن الملکی فرمایا ہے اُن کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ انھوں نے ڈنکے کی چوٹ غلطی کی ہے۔ فصاحت کا لحاظ نہیں رکھا یاں "ی" بالکل حشو ہے اگر کوس کی اضافت کافی ہے۔ وہ بھوپالی ہوں یا لکھنوی ہوں مشہور ہوں یا غیر مشہور ہوں۔ تعجب ہے کہ حضرت بیخود نے کسی ایرانی مستند شاعر کی اس بارے میں آڑ نہیں پکڑی۔ نواب علی حسن خاں سے لے مصطفےٰ خاں شیفتہ لے اور مرزا قتیل لے۔ یہ لوگ نہ فارسی میں مستند ہیں نہ عربی میں۔ کیسی غلطی یا غلط فارسی کی تقلید پر اتنا فخر و ناز کرتے ہم نے آپ ہی کو دیکھا۔ حضرت ہمارے اعتراض کی غلطی آپ کی پسندیں ثابت نہیں کر سکتیں اعتراض بجائے خود قائم ہے۔ غلطی کے ارتکاب کی خوشی میں اگر آپ احباب کی دعوت کیجیے تو ہم خاطر شکنی گوارا نکرینگے سر آنکھوں سے آئینگے مگر یہ توقع ہم سے نہ رکھیے کہ "مبارکباد" بھی کہیں گے۔

حضرت بیخود سے ہم نے سند طلب کی کہ غالب میر سودا ناسخ آتش کے کلام میں "ہستی" بمعنے "شخص" نہیں ہے۔ کوئی پوچھے کہ حضرت ہم نے یہ دعویٰ کب کیا تھا کہ "ہستی" کوئی بے معنی لفظ ہے یا متروک الاستعمال ہے۔ عزیز صاحب کے اس شعر میں ؎

اک نظر گھبرا کے کی اپنی طرف اس شوخ نے
ہستیاں جب مٹ کے اجزائے پریشاں ہو گئیں

ہم خرما و ہم ثواب

ہمدردان ملت۔ اکثر ارکان عمومی آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے بنا کر قومی ایثار کا ثبوت دیجیے اور پنجاب کانفرنس طلائی تمغہ انعام میں حاصل فرمائیے۔ پانسو ممبران بنانے والے کو ایک نقرئی تمغہ پیش کیا جائے گا دیکھنا ہے کہ قوم کے کتنے باہمت حضرات اپنے کو اس قومی انعام کا مستحق ثابت کرتے ہیں (ممبران عمومی کا سالانہ چندہ صرف چار آنہ)

نوٹ:۔ فی الحال حضرات ذیل نے بنظر ہمدردی ایک ایک تمغہ نقرئی دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ امید ہے کہ قوم کے دیگر مخیر حضرات اس فہرست میں اضافہ فرمائیں۔

(۱) جناب سید وصی حسن صاحب بی اے ال ال بی وکیل لکھنؤ

(۲) جناب سید محمد [illegible] مالک [illegible] معدن الادویہ لکھنؤ

جملہ مراسلات ذیل کے پتہ سے ہونا چاہیے۔

المعلن بارشاد مرزا [illegible] آنریری سکرٹری صیغہ ممبران عمومی آل انڈیا شیعہ کانفرنس کوٹھی [illegible] لکھنؤ

ہستیاں سے مراد اشیاء رنگ و بو موجود ہیں نہ اشخاص۔ ہستی کے معنی وجود کے مسلم ہیں جیسا اسپر کلام نہ تھا علاوہ القیاس مولانا صفی کا شعر ہے

اسے ج کی لیکن خود نہیں ہیں انکی بستیاں
دیکھنا مٹنے نہ پائیں یہ مبارک ہستیاں

ہستی اُردو میں بمعنی وقار و شخصیت و عزت بھی ہے محاورہ ہے فلاں کی ہستی ہی کیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ شخص و شخصیت میں کیا فرق ہے۔ کسی کا یہ مصرعہ مشہور ہے مگر تعجب ہے کہ حضرت بیخود کی نگاہ سے بچ گیا ہے

تجھ سے دل کو لگا چکے ہیں ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہیں

خود غالب نے اپنے اس شعر میں بھی ہستی سے وجود غیر حقیقی مراد لیا ہے

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

ہم نے اعتراض کیا تھا کہ معجزہ آرائی ایک اجنبی لفظ ہے آراستن کے ساتھ علاقہ نہیں رکھتی۔ بیخود صاحب نے ایک ادبی قیاس کی بنا پر اسے اپنا اجتہاد قرار دیا ہے یعنی طراز کے معنی بھی آرائش کے ہیں اور جب معجزہ طراز مستعمل ہے تو معجزہ آرا بھی جائز ہے۔ معجزہ طراز کی سند بربان قاطع ذرات البدائع مرزا قتیل سے پیش کی ہے اور کلیات مومن سے ایک شعر بھی نقل کیا ہے

صد سالہ مردہ زندہ ہو گر اپنی بات پر

آجائے اس صنم کا لب معجزہ طراز

اس واردی میں بھی حضرت کو اہل زبان کی سند ڈھونڈھنے سے نہ ملی۔ حالانکہ معجزہ طراز وہ شخص ہے جس کے لیے اعتبار و زینت و آرائش کی وجہ معجزنمائی ہے اور معجزہ آرا وہ شخص ہے جو معجزہ کو زینت دے۔ دونوں میں اہل نظر کے نزدیک فرق ہے یہی وجہ ہے کہ معجزہ ساز معجزنما معجز طراز مستعمل ہے اور معجزہ آرا مستعمل نہیں۔ "اش ایجاد بندہ" کے ہم تو اپنی کم مائی و کوتاہ نگاہی کے بدولت قائل ہو سکتے ہیں مگر اہل فارس ضرور ناک بھوں چڑھائینگے حضرت!



ابن سعودی۔ شاباش بیگم شاباش۔ ہم نے بھی مکہ او رطائف میں یہی ناچ ناچا تھا۔ دیکھو ایک بھی تو دروس بچنے نہ پائے۔

حضرت تقلید ہمارے کے لیے اساتذہ کا کلام نہیں دیکھا جاتا۔ انکے تصرفات و اجتہادات پر نظر رکھنا بھی لازم ہے۔ مومن کی مثنوی میں ہے

خاک نقش قدوم سرمہ اثر

قدوم ہرگز قدم کی جمع نہیں۔ لاولہ بھائی البتہ اگر اس قسم کے اجتہاد فرماتے ہیں۔ اگر آپ کی طرح کوئی دوسرا مومن کی تقلید میں قدم کی جمع قدوم سمجھے تو وہ معذور نہیں ہے آپ نے اپنے مضمون میں طالب کی جمع طلبا بنائی ہے۔ فرماتے ہیں:۔ "حضرت آجکل کے طلبا ہی نہیں وہ لوگ بھی اسی طرح کتابیں دیکھتے ہیں"

آپ بفضل خدا عربی فارسی میں ایم اے ہیں اب آپ کے شاگرد آپ کی تقلید میں اگر طلبا لکھنے لگے تو فرمائیے آپ کس انعام کے مستحق ہونگے؟ یا صادر سے "صُدرہ" لکھنے میں ذری ذکھا نے ک[illegible] تو بتائیے یہ الزام کس کے سر ہوگا۔ یا "شد" کو "شُدہ" لکھیں تو گناہ کس کے ذمہ ہوگا۔

ہم نے یہ صحیح دعوے کیا تھا کہ سجدہ ریزی سجدہ آرائی سے لغویت میں کم نہیں ہے نولکشور کی چھاپی ہوئی بہار عجم تو ہمارے پاس نہیں ہے لیکن "مطبع العلوم" دہلی میں کریم بخش نے جو بہار عجم چھاپی ہے اسمیں جن لفظوں کے ساتھ سجدہ مستعمل ہے وہ صرف "داشتن" "دادن" "کردن" "بُردن" "آوردن" "کشیدن" "چکیدن" "پاشیدن" "اداکردن" ہیں۔ ان میں ریختن کی لفظ نہیں

قصور کی مشہور عالم خوشبودار میتھی

دیگر تمام سبزیوں کی نسبت خواہ کسی طرح سے سالن بنایا جائے اعلےٰ درجہ کی لذیذ ہوتی ہے جسکو ہندوستان کے والیان ریاست و دیگر رؤسا بکثرت منگواتے ہیں اگر ابھی تک آپ کے دسترخوان پر نہیں رکھی گئی ہے تو لیجیۓ تحفۃً منگاکر نمونہ ملاحظہ فرمائیے قیمت بعد محصولڈاک و غیرہ فی سیر ۱۲؍

شیخ محمد بخش حبیب اللہ قصور (پنجاب)

مفت مفت بہترین موقع

مردوں کے قابل رولڈ گولڈ پلیٹڈ پاکٹ لائٹر واچ

نئی وضع۔ ٹھیک وقت دینے والی بہت عمدہ سوئٹزرلینڈ کی ساختہ گھڑی۔ بظاہر نہایت قیمتی گھڑی کے مشابہ ہے جس کی قیمت پچاس روپیہ و اس سے زیادہ معلوم ہوتی۔ پانچ سالہ قیمت صرف سات روپیہ

محصول بذمہ خریدار

مفت۔ ایک قیمتی ویسٹ پن اور گھڑی کی چین ان اصحاب کو مفت دی جائیگی جو قیمت مع ڈاک خرچ پیشگی روانہ کر دینگے۔ یہ رعایت صرف چند ہفتہ کے لیے ہے۔ آرڈر روانہ کیجیئے بنام پائنیر واچ کمپنی۔ جی۔ ٹی۔ مدراس کے نام آنا چاہیئے۔



تلاش کرنے پڑے گی۔ ہاں ہمارے دانش میں کسی جگہ "سجدہ ریزی" کی ہے۔ جن لوگوں کے کلام سے جناب سند پیش کرتے ہیں اول تو وہ اہل زبان نہیں ہیں ....

دوسرے انکا کلام خود ہی مجروح ہے۔ مثلاً بیدل جن کا جادو ہمارے مرزا غالب مرحوم پر چل گیا۔ اہل زبان بیدل کی ترکیبوں کو آج بھی حد اعتدال سے خارج سمجھتے ہیں۔ اُنکے کلام پر بارہا اہل زبان نے اعتراض کیا۔ مثلاً ؎

خاک ہستی را لباسامان طراوت گل مکن
شورش یار ز شیبان زمینہاے نم است

(عنصر دوم صفحہ ۲۹۲)

ہندوستان میں رقعات بیدل او پنج رقعہ داخل درسیات ہیں ایک غلط ترکیب کا مروج ہوجانا کوئی عجیب بات نہیں۔ اسلیئے کہ اہل زبان کے کانوں یا نگاہوں تک یہ غلطیاں نہیں پہنچیں۔ ناصر علی سرہندی یا ارادت خاں کے ارادات ایران تک نہیں پہونچے لیکن بیدل کا مجموعہ کلام ایرانیوں کے پیش نظر ہے اور اُنھوں نے اُنکی دقیقہ سنجی و مشنویت کے ساتھ ہی اس تجاوز و جسارت کا اعتراف بھی کیا ہے۔ جو کچھ ہمیں معلوم تھا وہ آپ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ اب آپ کو اختیار ہے جبین کی ٹکیا اور سر کے نذر سے

رسالہ زمانہ کا قومی نمبر

اردو کے مشہور و معروف رسالہ زمانہ کانپور کا ایک خاص نمبر قومی نمبر کے نام سے دسمبر ۱۹۲۸ء کی آخری تاریخوں میں شائع کیا جائیگا جس کے لیے بہترین مضامین اور بہترین تصاویر کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس خاص نمبر کی لکھائی چھپائی اور ضخامت غیر معمولی ہوگی کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ نمبر کثیر تعداد میں شائع ہو اور ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی معمول سے زیادہ اشاعت ہو۔

مضامین نگار حضرات و مرزبر ... مضامین رسالہ ... رہنے والے حضرات بھی اس نادر موقع سے مستفید ہوں۔ ہر ضروری امور کے لیے مینیجر زمانہ سے خط و کتابت کی جائے۔

نیاز مند
منیجر زمانہ

ٹپ ٹپ سجدے ٹپکایئے یا ٹپکائیے۔

ہمارے اس اعتراض کے جواب میں بھی بحسب معمول حضرت بیخود نے خواہ مخواہ وقت غارت کیا ہے کہ بیخود صاحب کے اس فقرہ میں "مرزا بیخود وجد کرتا ہے اور نکتہ سنجوں کو سجدہ ریزی کی تعلیم" حذف فعل ناجائز ہے۔ حذف فعل کی جو مثال مولانا طباطبائی کی شرح دیوان غالب سے دی ہے اُسمیں اگر محذوف ملا دیا جائے تو فقرہ بے محاورہ یا غلط نہیں ہوتا۔

جناب طباطبائی فرماتے ہیں :-

نشاط و طرب سے مجھے کچھ تعلق نہیں میں سراپا درد ہوں اور اپنی ہی مصیبت میں" اسیطرح غالب کے اس فقرے میں بھی اگر محذوف ملا دیا جائے تو محاورہ غلط نہیں ہوتا۔

"ناچار سستی بھی چھوڑ دی اور داڑھی بھی"

"مصیبت میں" کے بعد "ہوں" لگا دیجیے اور "داڑھی بھی" کے بعد "چھوڑ دی" اور آپ اپنے جملے کے آخر میں "کرتا ہے" شامل کر کے دیکھیے تو معلوم ہو جائے کہ قیاس مع الفارق ہے یا نہیں۔ افسوس ہے کہ آپ نے "اس فقرے" کی تخصیص جو ہمارے اعتراض کی عبارت میں تھی پس پشت ڈال دی نفس اعتراض یہ نہیں ہے کہ حذف فعل ناجائز ہے۔ آنرا دہلی کے رہنے والے ہیں وہاں کے محاورے میں اگر ایسے مقامات پر "کو" جائز ہے تو ہو آپ تو لکھنؤ سے متصل رہتے ہیں۔ ہمارے کان ایسی ترکیبوں سے اجنبی ہیں۔ یہ اپنے اپنے شہر کی بول چال ہے اسمیں کسی کا اجارہ نہیں۔ ظفر مرحوم کہتے ہیں ؎

ہم نے ہے سب اسکی طرز ناز پہچانی ہوئی
چال پہچانی ہوئی آواز پہچانی ہوئی

آپ بھی اسی طرح "گفتہ پہچانی ہوئی" بولیے جب تک کہ زبان فارسی میں اجنبی ترکیب یا اجنبی لفظ خود اہل زبان کو متنبہ کر دیتی تھی ... لکھنؤ و دہلی کے اہل قلم خصوصاً اخبار نویسوں کو

اُنکی بدولت اجنبیت کا احساس زائل ہوجاتا ہے۔ دنیا سے جذبات اور الفاظ کو ... خیر اللہ کرسی نشین پڑتا عمل جامہ پہنانا۔ اسکو مجبور کیا گیا۔ اسکو نکال دیا گیا۔ اسکو بیچا گیا۔ اب خود لکھنؤ والے لکھنے بولنے لگے ہیں۔ وہ لوگ ہیں جو یہ سمجھ سکیں کہ یہ ہماری زبان نہیں ہے۔ آج ایک لفظ یا ترکیب اجنبی معلوم ہوتی ہے تو بار بار کی اشاعت سے اجنبیت جاتی رہتی ہے اور وہ لوگ بھی جنہیں خدا نے حسن و قبح کے پرکھنے کا مادہ عنایت کیا ہے اس قسم کی ادبی بدعت کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں۔ پہلے یہی بلا دہلی پر نازل ہوئی تھی اب لکھنؤ پر مسلط ہے۔

جس شخص نے نہایت غور سے غالب مرحوم کا اردو کلام دیکھا ہے اُسے بآسانی محسوس ہوتا ہے کہ ناصر علی و بیدل کی جو ترکیبیں اُنکے اردو کلام میں ہیں وہ فارسی کلام میں نہیں ہیں۔ فارسی میں انھوں نے مستند اہل زبان کا تتبع کیا۔ شاید اسکی وجہ ہو کہ اہل زبان ہونے کی حیثیت سے وہ اپنی زبان پر تصرف کا حق رکھتے تھے۔ اس تصرف میں یہاں تک مبالغہ ہوا کہ آخر انھیں خود اپنے اردو مجموعے میں نصف سے زیادہ حصہ خارج کر دینا پڑا۔

آگے چل کے حضرت بیخود نے "فلک آسمان سیر" کے بارے میں حسب عادت ایراد اور معترض علیہ دونوں کی تائید میں سندیں پیش فرمائی ہیں اور اس پر ... نے موصوف کی بات رکھ لی۔ اعتراض سے مقصود یہ تھا کہ آسمان سیر جیسی بے وقت ترکیب ہے ویسی آسمان سیر نہیں ہے اگر اسپ فلک سیر شبدیز فلک سیر کے یہ معنی ہیں کہ فلک پر سیر کرتا ہے تو دشت سیر اور کوہ سیر کی ترکیبیں بھی شاید موصوف کے نزدیک صحیح ہونگی مگر ہماری کوتاہ نظر قابل افسوس ہے کہ ہماری نظر سے نہیں گذریں۔ شاید کہیں آئیں تو ہمیں قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ یہ ترکیبیں فارسی ہیں۔ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ فارسی ترکیبوں میں اہل فارس کا تتبع لازم ہے۔ "اسپ فلک سیر" وہ گھوڑا ہو جسکی جولانگاہ فلک ہے۔ "فلک سیر" کے یہ معنی ہونگے۔ آسمان کی سی چال۔ ... کے واسطے ...

لفظ ہے۔ لفظ سیر کا الحاق بھونڈا معلوم ہوتا ہے۔ اہل زبان کی سند ہی معتبر ہو سکتی ہے۔ اور حضرت بیخود نے سند زحمت اُٹھائی ہے کہ مرحوم یا مرزا دبیر مغفور کی سند اُردو میں یقیناً مقبول ہے۔ فارسی میں مقبول نہیں۔ اعتراض نفس ترکیب کے بھونڈے پن پر ہے جسکا ماخذ معلوم نہیں ہوا۔ موصوف افادہ فرمائیں تو عنایت ہے۔ زمانے بھر سے غرض نہیں۔

جواب میں جتنا اختصار مد نظر تھا وہ ممکن ہوا ماہ جولائی کے ریڈ النّاظر میں حضرت بیخود نے چھوہڑے کا جل کی طرح بے سبق بیچ جو مزے تحقیق لگایا تھا اُسکے ہر ایک ریزے اور ذرّے کا سواد اودھ پنچ کے اس نمبر میں ظاہر کر دیا گیا آئندہ انشا اللہ ماہ اگست کے مُرغ تحقیق میں سیل ترقی داخل ہوگا فقط۔

راقم

ادبار الشعرا

"اسیر کلیسا"

مولانا پنچ! السلام علیکم۔ کیا وجہ ہے کہ آپکے ادبار الشعراء نے اپنی توجہ پیمانہ سے ہٹالی اُسکے سمند ظرافت کی عنان پھر اس طرف پھرنا چاہیے کیا معنے کہ اگرچہ پیمانہ انکی ٹھوکروں سے ٹوٹ گیا لیکن بعض کم ظرف بدست پھر بھی اُن ٹھیکریوں کو سونگھتے اور اس طرح دانت نکالتے ہیں جیسے لدّو ٹٹو لید سونگھ کے آفتاب کا مُنھ چڑھاتا ہے سودائیوں کی کمی نہیں ہے۔ بُری جنس کے خریدار بھی مل ہی جاتے ہیں چنانچہ ہماری بزم میں بھی "پیمانہ" کے ایک پُرانے ثناخواں موجود ہیں جنھیں ساغر کی نیچرل شاعری میں دوشیزۂ فطرت ننگ دھڑنگ نظر آجاتی ہے۔ کل جو میں لائبریری پہونچا تو برگشتہ مقدر کی خوبی دیکھیے کہ ٹیبل پر رکھے ہوئے رسالوں میں سب سے پہلے جو نظر پڑی تو پیمانہ پر۔ پہلا صفحہ اُلٹتے ہی تصویر پر نظر جا پڑی۔ ایک پیر زال جسکی عمر ہزار برس سال سے کسی طرح کم نہ ہوگی بیٹھی اپنے نصیبوں کو پیٹ رہی ہے ہاتھوں کی رگیں اسطرح اُبھری ہوئی ہیں جیسے گوبھی کے پتّے میں پتلے پتلے ڈنٹھل یا بید کھائے ہوئے مجرم کے چوتڑوں پر ضرب کے نشان۔ خوب غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ عیسائی ہے۔ مولانا پنچ! تو بہ قبول فرمائیے آپ کے کسی منشی نے جو "پیمانہ" کو پیخانہ لکھا تو بندہ نے اسپر ایمان لانے میں تامل کیا تھا مگر اس عیسائی کو دیکھ کے مجبوراً ایمان لانا پڑا اور یہی عیسائی پیخانے میں ہوگی تو کیا پیمانے میں ہوگی کیا عجب ہے کہ کام چوری کے علت میں دھری گئی ہو اور کلیسا کے خادموں نے جبراً کلیسا میں بیکار کر دیا ہو۔ کہ جب تک جیے۔ جھاڑو دیتی رہے۔

جب ہی تو تصویر کے نیچے لکھا ہے "اسیر کلیسا" بعد کی عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلے بھی کبھی یہ تصویر اسی پیخانہ میں مع ایک نظم کے لٹکائی گئی تھی۔ اور جب سے ابتک بدستور کا سید علامت ہے۔ اس تصویر کے متعلق بھی ایک نظم کو بنا لگا بھئی واللہ عجب نظم تھی کالے پانی کی بو جیسے اسکی رقت پر نثار۔ ہر شعر سے ایسا کیف بیخودی ٹپکتا تھا کہ یقیناً ساغر کشان پیخانۂ شاعری بہ ریشہ خطمی ہو گئے ہونگے۔ ذری ملاحظہ فرمائیے۔ مطلع ارشاد ہوتا ہے ؎

یہ ندامت کی سخت کوشی یہ سادگی کی زبانی ہے
کہ ہاتھ ابتک بندھے ہوئے ہیں کہ آنکھ ابتک جھکی ہوئی ہے

کہ واہ وا! کیا خوب فرمایا ہے کہ ابتک کسی شاعر نے ایسا نادر خیال ایسے برجستہ الفاظ میں کہاں سے کو ظاہر کیا ہوگا۔ یہ نہ ہو کوئی چڑھل فقرہ ہے جو گنگیا کے جیالے ٹانگ رہی ہے۔ لکیر کے فقیر ہمیشہ نظر نیچے جھکانے کو ندامت اور ہاتھ جوڑنے کو عجز کی علامت سمجھتے چلے آئے تھے۔ اب دونوں کو مقلوب کر دینے سے جدّت ہوئی اور بڑی جدّت ہوئی۔ مطلب جدّت سے ہے۔ اگر کسی طرح ہاتھ باندھنے کو سادگی کے ساتھ اور آنکھ جھکنے کو ندامت کے ساتھ کھینچ تان کے ملا بھی دیں تو پھر بھی سخت کوشی کی داد ارباب بصیرت کے ذمہ باقی رہ جائے گی اور یہ معلوم ہوگا کہ شاعر نادم ہے یا معشوق۔

دوسرا شعر شاہ بیت ہے کیا مجال کہ کوئی معمولی عقل والا سمجھ سکے۔ اسکے بے وقت لکھا جا رہا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

ہنوز چتون کا تیر ترکش ہے ابروں سے تنادہ آرہی ہے
سکوت مژگاں پہ ہے تبسم تو رنگ عارض پہ چھا گئی ہے

سکوت مژگاں پہ ہے تبسم کے سمجھنے میں تو زیادہ دور جانا نہ پڑا۔ فوراً سمجھ میں آگیا کہ عرصہ دراز سے شاعر جدت اور بلند خیالی کے لحاظ سے تبسم کو لبوں کے پُرانے گھروندے سے نکال کر شاخ مژگاں کے بلند نشیمن پر بٹھا چکا ہے اور ابتک ہیں اسے ڈھونڈا ہے لیکن ابروں سے تنادہ گردن کے معنی کوشش بسیار کے بعد بھی زیادہ سے زیادہ یہ سمجھ میں آئے کہ ابروں کے بوجھ سے اسیر کلیسا کی گردن جھکی ہوئی ہے جیسے چادر کے بوجھ سے کے بیٹھنے سے جھک جاتی ہے۔ جب اس تشریح کو دل نے قبول کیا تو پھر بندہ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا جن کی نسبت مشہور ہے کہ ساغر کے خواب کی تعبیر بتانے میں یدطولےٰ رکھتے ہیں۔ آپ پہلے تو سمٹ سمٹا کے عرصے تک اس ادبی معجزہ کو دیکھتے رہے۔ پھر ٹھنڈی سانس بھر کر بولے آہا! کیسی مزے دار بات کہی ہے۔ بھئی واللہ بالکل نئی بات ہے۔ طبیعت وجد کر رہی ہے۔ ذرا دیکھیے تو کیسا جدید تخیل ہے۔ یعنی ابھی تک چتون کا تیر ترکش ابروؤں کے جھکے ہونے سے تنی وہ گردن جیسے سرنگوں ہے کیونکہ اسیر کلیسا نیچے کی طرف دیکھ رہی ہے۔ جوں ہی مُنہ اوپر کرے گی ترکش سے تیر اُچھل اُچھل کر ابروؤں کی کمان میں جا گھسیں گے اور وہاں سے جو چلیں گے تو تو بہی بلبل مرغ دل کی چونچ سے گھسکر ساغری سے بیدار ہونگے۔ یہ تاویل سُن کر بندہ کے ہوش اُڑ گئے کہ کیسے کیسے سخن سنج باریک بین بال کی کھال نکال کر چار جامہ بنانے والے دُنیا میں موجود ہیں جو شاعر "ہذیان ریزہ" کی ریزش کو بھی کھینچ تان کر دوہ اعلےٰ معنی پیدا کرتے ہیں کہ بایدو شاید ؎



انگلستان (جان بل) :- "ابھی یہ ناتراشیدہ کندا حاضر ہے"

انگلو انڈین :- "کچھ مضائقہ نہیں۔ الو بھلو چھل چھلا کے درست ہو جائیگا۔ پل اور سڑکوں میں ہمواری کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی"

وزیر سے چند شعر پارے چناں۔

چوتھا شعر سنیے ؎

ہے لائق سجدہ وہ ہتھیلی جو گرمی خوں سے ہے حنائی
کلائی وہ قابل پرستش ہے جسمیں ہیکل حسین سی ہے

آجتک شاعر معشوق کی محراب ابرو میں سجدہ کرتے تھے اب سے ہتھیلی کی سجدہ گاہ پیشانی ندے شوق گرینگے واہ ری جدت یہ لال لال سجدہ گاہ جو خون کی گرمی سے حنائی ہو گئی ہے واقعی عجب شے ہے۔ خیر ہتھیلی سجدہ گاہ بنی تو مضائقہ نہیں مگر کلائی میں ہیکل کا گلے سے اُچھل ہو کر چلے آنا۔ جدید شاعری کا ایسا معجزہ ہے جو کسی صاحب عقل شاعر سے ممکن نہیں۔ بعض اہل نظر کہتے ہیں کہ اسمیں تصرف تحریف کاتب ہے اصل مصرعہ یوں تھا ؎

سمائی وہ ہیکل جو رنگلے میں جھو جھولتی ہے

اسی طرح اور شعر بھی اوٹ پٹانگ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کے دماغ نے جمال گوٹے کا جلاب لیا ہے ندرت اور جدت کا فاسد مادہ شعروں کی صورت میں خارج ہو کر عفونت پھیلا رہا ہے ان پیمانہ ہو رہا ہے۔ اخیر کا ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

نکل کر تیرے لیے ہماری جبیں میں سجدے تڑپ رہے ہیں
نیاز کی خشک خلوتوں میں بنی ہے گی کوراد کب تک
اری یوں ہی خلوت کلیسا میں یہ فریب نماز کب تک

اری کے بعد حرامزادی کا ضروری ضمیمہ محذوف ہے۔ شاعر کے ماتھے کے تالاب میں سجدوں کے مینڈک برابر پھدک رہے ہیں۔ کلیسا کی جھیل میں خشکی ہے جبین شاعر میں پسینے سے کیچڑ ہو گئی ہے لہذا کلیسا کی خشک جھیل سے نکل کے اس کیچڑستان میں پھدکنا زیادہ مناسب ہے لہذا وہ شور و غل مچا رہا اور کلیسا کے باہر پیٹ پکڑے چلاتا پھرتا ہے کہ اری مردار! جلدی سے باہر نکل۔ کیوں جھوٹ موٹ کی نماز میں دیر لگا رکھی ہے۔ دیکھتی نہیں جبین کی گود حیا تیرے پھدکنے کے اشتیاق میں آغوش کشادہ ہے

مولانا پنچ! کہاں تک ذکر کیا جائے جس صفحہ پر دیکھیے ایک نہ ایک شعر یا فقرہ شتر بے مہار کی نیابت کر رہا ہے۔ خاص طور سے اس نظم کی چہرہ کشائی اس واسطے سے کی گئی کہ یہ کل پیمانہ میں شاہکار ہے۔ ورنہ ؎

ایں خانہ تمام آفتاب است

اسی پر دعوے ہے کہ ادب اردو ہماری کوششوں سے ایسی ہو جائے گی کہ مشرق اور مغرب دونوں کا منھ چڑھائے اور کوئی کچھ نہ کر سکے۔

اسی پیمانہ کے ساتھ دوسرے ماہ یعنے ماہ ستمبر کا پیمانہ بھی منسلک ہے۔ جسکے تخرجات میں معلوم ہوتا ہے کہ دستور سے کے علاوہ کچھ بھنگ بھی مل گئی ہے۔ ڈنکارتے ہیں کہ "مشرقی شعراء کو یورپ میں کوئی امتیاز حاصل نہیں۔ کیوں؟ صرف اسلیے کہ ایشیائی مذاق ابتذال اور رکاکت تک محدود ہے اگر اہل قلم اس راستے سے ذرا بھی ہٹتے ہیں تو ان پر بدعت و اجتہاد کا الزام لگا کر واماندہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے" خوب! بھنگ کی ترنگ قابل داد ہے۔ اجی حضرت! اہل ہنر کی قدر ہمیشہ کی گئی اور اب بھی کیجاتی ہے اگر وہ بھی شوق برہنگی میں بیچاری بی اُردو کے تن کا لباس لوٹنے کھسوٹنے کا ارتکاب کرتے تو یقیناً اسی سزا کے مستحق ٹھہرتے۔

"پیمانہ" کی سب سے زیادہ نمایاں ادبی خدمات یہ ہیں کہ اُردو کو خواہ کسی رُخ سے دیکھیے۔ سوائے ننگی دوشیزہ کے کچھ اور نظر آجائے تو ہمارا ذمہ۔ آگے چل کر کہتے ہیں: "لیکن پیمانہ ابھی جدید التخیل نظمیات لے کر صحافت زار یورپ کے سامنے مشغل ور دست ہے .... پیمانہ کی حقیقت ریز اور ندرت آفرین نظمیں ورڈزورتھ۔ ٹینسن۔ شیلے۔ بائرن وغیرہ کی بلند آہنگیوں کو شکست دے رہی ہیں" جی ہاں! بلند آہنگیوں کو تو خیر ہاں روایت میں یوں وارد ہوا ہے کہ جنگلیوں کو التجامات کر دیا ہیں اندیشہ ہے کہ پیمانہ کا دم کش اگر اپنے ارمست ادبی کشت زار یورپ میں جا گھسا تو لینے کے دینے پڑ جائیں۔ پیمانہ کے معزز ایڈیٹر صاحب کو اختیار ہے تجربہ کر دیکھیں۔ دوشیزگیات کی نظمیات ہند میں قابل التفات نہ ٹھہریں تو یورپ میں کیا مول پڑے گا؟

آپ کو شکایت ہے کہ ہندوستان کے قدیم الخیال پابند تقلید حضرات "پیمانہ" کے اختراعات فائقہ کو بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتے" اور ہم کہتے ہیں کہ جب مال ہی قابل توجہ نہیں تو پوچھنے والے سے شکایت بیجا ہے۔

آپ ان اختراعات فائقہ کو پہلے کسی پیٹنٹ آفس بھیج کر پیٹنٹ کرائیے۔ یا رسیلے انگریزی ہمیشن بھجوا دیجیے پھر بنظر استحسان دیکھنے کی توقع کیجیے۔ ہندوستان میں انھیں منظر عام پر لانے کی زحمت گوارا کرنا فعل عبث ہے۔

راقم س۔ع۔ب۔ از امراوتی

ریویو

ٹھاکر محمد نواب علیخان

بنام

مسٹر محمد علی ایڈیٹر ہمدرد

مولانا پنچ! آپ نے ہمدم اور دیگر جرائد میں ٹھاکر نواب علی خاں صاحب کی کھلی چٹھی بنام مسٹر محمد علی دیکھی ہو گی۔ مگر تعجب ہے کہ ایسی مزے دار باتوں پر آپ نے توجہ نہ فرمائی جن پر "اختوں بختوں" کی نوک میں ہیں "ہزار جان سے صدقے ہو جائے" حقیقت یہ ہے کہ ہماری "قومیت" کا یہ پہلا دور ہے۔ زمین اپنے ابتدائی دور میں ایک چھلکے کی طرح تھی ہماری قومیت اپنے ابتدائی دور میں ایک تنکے سے مشابہ ہے جو ہوا میں اُڑتا پھرتا ہو اور آندھیوں کے جھونکے اُسے کہیں آرام نہ لینے دیں۔ اسی قومیت کی دُم میں لیڈر بندھے ہوئے ہیں اور ستاتے پھرتے ہیں۔ اس امر میں قوم کے خیالات مختلف ہیں کہ آیا اس آندھی کی دُم میں لیڈر خود بندھے یا انھیں کسی نے باندھ دیا۔ یہ دونوں خیال بجائے خود صحیح ہیں یعنی کچھ لیڈر اپنی مرضی سے بندھ گئے اور بعض آندھی کی لپیٹ میں بادل ناخواستہ آگئے ثقل وخفت نیت کے اعتبار سے کچھ لوگ اس "مسعود" دگمبولے جو انگلینڈ میں اکثر اٹھتے ہیں اور راستے پر قوت ہوتے ہیں کہ تناور درختوں کو جڑ سے

انکسار کے ساتھ لیپاتے ہیں یا میں جنگ پہنچے ہوئے ہیں اور جس کے گرنے کا دھڑکا لگا ہوا ہے علی برادران اُنھیں اکرام میں سے ہیں جو بڑی سے بڑی مگر گئے ہیں خدا حجت کرے اور جب یہ بیچ کسی طرح جھوٹ نہیں ہوتا تو گرانے کا الزام دوسروں کے سر تھوپتے ہیں۔ بڑے صاحب کی زبان کسی قدر قابو میں ہے۔ سپاہی ہیں تلوار کے دھنی ہیں سعودی تیغ کا ساتھ سپاہ گری کے چلتوں دیتے ہیں اور ہتھیار کا ساتھ جوہر کے کارن۔ مگر چھوٹے صاحب کی زبان ایک بیڑی سی جلنے والی قینچی ہے جو کسی بچے کے ہاتھ میں ہو۔ آپ جیل نے کی سیر کرنے کے بعد زمانے بھر کے آقا بن بیٹھے ڈانٹنا ڈپٹنا جو خیال کرو گویا آپ کا حق ہے ۔۔۔ اکتوبر کا جلسہ آپ کی رائے ہے کہ لکھنؤ کے چند اوباشوں نے غل مچا کر درہم برہم کر دیا۔ یہ ایک ایسا لاتی ہے جس کا جھٹکا یا چھینٹا اُن تمام جناب کے منہ پر پڑتا ہے جنھوں نے آپ کے زبانی اقوالات کی قدر نہ کی اور تقریر سننے سے بیزاری ظاہر کی۔ لکھنؤ کے ان شریف اوباشوں نے آپ سے اشتہب زبان کی بدلگامیاں سننے کے واسطے کوئی خار دار و مانہ تیار نہیں کیا تھا مگر اب آپ اُنھیں مجبور کر رہے ہیں کہ وہ ویسی ہو ہیں آپ بدکلام ہوں جیسی لیجیے ہیں آپ اُن سے گفتگو فرماتے ہیں۔ شرعی قانون قصاص کا بھی مقتضی ہے۔ ہمارے دوست مُلا کرنوب علی خاں صاحب کی یہ پھبتی اُس ملفوظ خدمتگاری کی ابتداء ہے جسے ہم اہل لکھنؤ کو اختیار کرنا پڑا حقیقت یہ ہے کہ ملا کرنا نے تمام بیہودہ سرائیوں کا جواب ایسی شائستگی کے ساتھ دیا کہ ایک مرد اغیرت و انصاف اس سے بہتر نہیں کر سکتا۔ وہی جنھیں بھی تیر اسود وار تیر اسود ہیں ہیں" کا مقولہ ۔۔۔ کیا کرتے تھے

مثلاً شدھ وتوں کے مید ۔۔۔ کا نام دیبہ کے ۔۔۔ آ ہوئے کا تماشا ۔۔۔ نظر آتا ہے ۔۔۔ کہ جناب عرض

پچھ دل کا ابن سعود منڈک کی طرح اُچھٹ پڑے گئے گو منبر جامع مسجد دہلی پر سوامی شردھانند کو بٹھانے کے وقت اس بہتر رسول نے وہ سکوت اختیار کیا جسکا مقابلہ پتھر بھی نہیں کر سکتا۔

یا امیر شریف میں نماز کا دری کو بٹھا کے جب تیغ زن راتقریث معنت خاندے خوبات حضرت مولی الطف ماجد جب عبدالماجد صاحب دریا بادی سے نذر روادی کے جوش ایمانی کے تالاب میں کالی تک ڈبکی یا اُمید کی طرح موز پر بیٹھے ہے بولانی بطور ۔۔۔ مگر پابندی شیخ کے چہرے کی مال آڑتی ہی رہی جن کو بھی کسی نے نہ دیکھی۔

بوہیں اماں محمد علی کی جو جان بیٹا خلافت پر دس روپیہ ایک نوٹ تھا جو ہندوستان بھر کے گلی کوچوں میں پڑھا جاتا تھا مگر تا حال کسی جانب کا اعلان نہ ہوا یا ذہن الصادق اللہ کی آیت آل انڈیا سیہول کے سینے پر لگی اور دل شریعت منزل کو اتنی حرکت بھی نہ ہوئی جتنی کہ تقریر کے وقت انگریز ہے یا انگریزوں کے چہرے کی زُم میں دیکھی گئی۔ تجھ سے ندا ہو کر وہ کوئی آیت یا جزو آیت نہیں۔

بیسویں اکتوبر اور آٹھویں نومبر کے جلسوں میں خود حضرت کی حرکت سے مخالفین پر دباؤ ڈالنے کے لیے لٹھ بندوں کا انتظام ہوا وہ لٹھ تھے سنسوم مگر انبٹ کی دینی تھیری لینی دوسروں نے اپنی عزت ایسے اوباشوں سے بچانے کے واسطے ہر طرف جمع کیے وہ دل میں بیٹھ گئے۔ جیسے خدا نے عقل انظر عنایت کی ہے وہ دیکھ سکتا ہے کہ تحریری اعلان انکو اور نہ دینے کا دشمنوں کی طرف سے ہوا تھا یا آپ کی طرف سے آٹھویں کا جلسہ کس نے کیا تھا اور کون بھاگا؟

بہرحال ملا کرنا صاحب کا جواب تو شاید ایسے جمع دلائل سے مزین ہے کہ جوہرٹ دھرمی سے نہیں ٹل سکتے۔

[illegible]

ایک جیل پوری

المختصرات

اگر پانی مستعمل ہو کے مزہ ہو جاتا ہے تو سمجھیے کہ بچے دونوں اُدھر جانے سے ضرور بچا آپ روحانی بچی پا رسائی ہو گیا تھا جب کل وضو کا پانی اگا ہوا اگلی لیجیے پیتے جائیے۔

بلرام پور میں ایک مقدس صاحب میونسپلٹی کی ممبری کے امیدوار ہوئے۔ آپ ہاتھ پیر بچا ہے میں صفائی کی فرض بتا ہیں سر کا حق ضرور قابل لحاظ ہو مگر خدا جانے نجاست کثافت بیچارے خدا نے حق کی دولت کو قابل ترجیح کیوں کہتے اور کیوں ایسے شخص کو جو نجاست کثافت دفع کرنے کا سلیقہ بہ نسبت انکے زیادہ رکھتا ہے پیچھے دھکیل دیتے ہیں۔

بیچارے امیدوار صاحب نے حاکم ضلع سے شکایت کی ہے کہ میرا امتحان کیتھی ہندی میں لیا گیا جسکا رواج نہیں ہے آپ تمام ممبروں کا امتحان ایک ہی کتاب میں لیجیے اگر میں اُن سے بہتر ثابت نہ ہوں تو فیل کر دیا جاؤں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ امتحان ہے جدید الوضع اگر کا دستور ہوا تو بہتوں کی طبیعت مطمئن ہو جائے گی۔

اطلاع نامہ بنام مدعا علیہا نابالغ و ولی

بعدالت جناب مولوی سید محمد شفیع حسین صاحب بہادر جج اعزازی ... مقدمہ نمبر ۹۳ ... سنہ ۱۹۲۶ء

[illegible] ساکن ہردوئی پرگنہ بنگر تحصیل و ضلع ہردوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مدعی

بنام

جناب بخشش سنگھ وغیرہ ۔۔۔ مدعا علیہم

[illegible]

دستخط حاکم عدالت مہر

[illegible]